حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی فقہی خدمات

عبد الرحمن قاسمی

ایڈیٹر نگارشات ڈاٹ کام

www.negarishat.com

ناشر

مکتبہ محمودیہ بشن پور واہ مغربی چمپارن بہار

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی فقہی خدمات

اعداد:
عبد الرحمن، بشن پور وا مغربی چمپارن بہار
ایڈیٹر نگارشات ڈاٹ کام
www.negarishat.com

فہرست عنوانات

باب اول: امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مختصر حالاتِ زندگی

باب دوم: امام صاحبؒ کی فقہی خدمات

خطۃ البحث

مقدمہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت عبقری اور بے مثال تھی ،آپؒ کی ذہانت وفطانت، دینی حمیت، فقہی بصیرت اور سیاسی افکاراللہ کی طرف سے عطیہ تھے، آپؒ کی تعلیم کا طریقہ،تدریس کا انداز اور تبلیغ کا اسلوب قابل تقلید ہے، آپ کا تجارت کے لیے جد وجہد اور دوڑ بھاگ ، بے پناہ مشغولیت ومصروفیت کے باوجود قرآنِ کریم کا یومیہ ایک ختم قابل رشک ہے۔واقعی آپ جیسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔

آپؒ نے معاصر اور ناقدین کے اعتراضات ، بہتان تراشوں کی الزام تراشی ،حکومت وقت کے ناروا سلوک کے باوجود آپؒ نے صبر وتحمل ،حلم وبردباری ،سنجیدگی وشائستگی کے ساتھ اپنے مشن او رہدف پرنظر رکھا، آپ ہمیشہ سرکاری عہدہ ومناصب سے کوسوں دور اور حکومتی ملازمت سے گریزاں رہے، یہاں تک کہ حکومت کی جانب سے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول نہ کرنے کی پاداش میں جیل جانا پڑا،جیل کو عہدہ کے مقابلہ میں بہتر سمجھا اور ایک عرصہ تک جیل میں رہے۔

آپؒ کی علمی خدمات، فقہی افکار ونظریات، تعلیمی سرگرمیاں، تربیتی انداز اور طریقۂ کار پر ان گنت کتابیں لکھی گئی اور لکھی جارہی ہیں، آپؒ کی خدمات کے ہر پہلو پر مستقل الگ الگ کتابیں موجود ہیں خواہ اس کا موضوع علم یا علم فقہ ہو یا علم کلام اور علم حدیث، راقم الحروف نے بھی آپؒ کی فقہی خدمات کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے یہ مختصر مقالہ تیار کیا ہے، جسے دو ابواب اور تیرہ فصلوں پر تقسیم کیا ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے۔آمین

باب اول: امام اعظم ابوحنیفہؒ کا سوانحی خاکہ

ولادت:

آپؒ سن 80ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔

اسم گرامی:

آپ کا اسمِ گرامی نعمان بن ثابت ہے۔

حسب ونسب:

آپؒ کے نسب میں علما کا اختلاف ہے، اکثر علماء محققین کی رائے یہ ہے کہ آپ عجمی ہیں، اور اسی کے مطابق آپ کے پوتے عمر بن حماد سے خطیب بغدادی نے نقل کیا ہے کہ امام صاحبؒ ابن ثابت بن زوطیؒ ابن ماہ کابلی ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہا آپ انبار کے رہنے والے ہیں، وہاں سے نسا منتقل ہوئے وہیں امام صاحب پیدا ہوئے، جوانی کے بعد ان کو لے کر چلے گئے، امام صاحبؒ کے دوسرے پوتے اسماعیل بن حمادؒ سے خطیب بغدادی نے نقل کیا کہ ثابت بن نعمان بن مرزبان فارس کے باشندے، آزاد، سردار ہیں، بخدا ہم کبھی کسی کے غلام نہیں ہوئے بچپن میں ثابت حضرت علیؓ نے ان کے اور ان کی نسل کے لیے برکت کی دعاء کی، ہمیں خدا سے امید ہے کہ ہمارے حق میں دعا قبول ہوگئی۔

کنیت:

امام صاحبؒ کی کنیت جو "ابوحنیفہ" سے مشہور ہے، وہ حقیقی کنیت نہیں ہے، آپؒ کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہیں تھا، یہ کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے یعنی ابو الملۃ الحنفیۃ، قرآن میں اللہ تبارک وتعالی نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے **فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيْفاً**، امام ابوحنیفہؒ نے اسی نسبت سے اپنی کنیت ابوحنیفہؒ اختیار کی۔

---

(1) عبداللہ القاسمی، ارشاد الاخوان (ناشر، دارالعلوم حسینیہ تاؤلی ضلع مظفر نگر، انڈیا سن اشاعت 1442) ص/ 12_14

(2) آل عمران: 95:3

(3) علامہ شبلی نعمانیؒ، سیرت النعمان (، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ سن اشاعت: 2012ء) حصہ اول ص/ 21

تعلیم وتعلیم:

امام ابوحنیفہؒ رئیس اور مالدار گھرانے کے تھے، آپ کو مال و دولت اور تجارت وراثت میں ملی تھی، چناچہ آپؒ نے اپنی موروثی تجارت کو ترقی دینی چاہئے اور جدو جہد کرنے لگے، سلیمان بن عبدالملک کے عہد خلافت میں درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کا اس قدر چرچا ہوا کہ آپ کے دل میں تعلیم کا شوق پیدا ہوا اور ایک اتفاقی واقعہ نے علم سیکھنے پر اس قدر آمادہ کیا کہ ارادہ میں استحکام اور مضبوطی آ گئی۔ واقعہ یہ ہوا کہ آپؒ ایک دن بازار جارہے تھے، امام شعبیؒ جو کوفہ کے مشہور امام تھے، ان کی رہائش راستہ میں ہی پڑتا تھا، آپ کی اچانک ان سے ملاقات ہوگئی انہوں نے یہ سمجھا کہ کوئی نوجوان طالب علم ہے، اپنے پاس بلا کر پوچھا کہاں جارہے ہو؟ تو آپ نے بتلایا فلاں سوداگر کے پاس جارہاہوں، امام شعبیؒ نے کہا: میرا مطلب یہ تھا تم پڑھتے کس سے ہو؟ آپ (امام اعظم ابوحنیفہؒ) نے جواب دیا کہ کسی سے بھی نہیں، امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ کو تم میں قابلیت کے جوہر نظر آتے ہیں تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو، اس نصیحت نے آپؒ کے دل میں اس طرح رچ بس گئی کہ آپؒ نہایت ہی اہتمام اور یکسوئی سے تحصیل علم میں لگ گئے، اور فقہ وفتاوی، علم کلام، علم اصول اور علم حدیث میں وہ درک حاصل کی، جس نے دنیا کو آپ کی قابلیت وصلاحیت کا لوہا منوادیا۔

حلیہ مبارک:

آپ کا قد درمیانہ تھا، قامت خوشرو اور موزوں اندام تھا، گفتگو نہایت شیریں اور آواز بلند اور صاف تھی، آپؒ کو خوش لباسی کا ذوق تھا۔(2)

شرف تابعیت:

آپؒ نے صحابہؓ کی ایک جماعت سے بالمشافہہ ملاقات کی ہے، جن میں مشہور اسماء یہ ہیں:

1۔ حضرت انس بن مالکؓ

2۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ

3۔ حضرت سہل بن سعدؓ

---

(1) علامہ شبلی نعمانیؒ، سیرت النعمان (، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، سن اشاعت: 2012ء) حصہ اول، ص/ 22۔23

(2) مشتاق احمد قریشی، امام اعظم حیات فقہی کارنامے (ناشر، اسلامی کتب خانہ، پاکستان) ص/ 445۔

4۔حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہؓ

آپؒ کے اساتذہ:

فقہ میں آپ کے معلم خاص حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ (120 م) تھے۔

ان کے علاوہ مشہور و معروف اساتذہ کے نام یہ ہیں:

1۔شعبہؒ

2۔عبدالکریم ابن امیہؒ

3۔عاصم بن سلیمانؒ

4۔عطاء بن رباح ؒ

آپؒ (امام اعظم ابوحنیفہؒ) کا قول ہے کہ حماد سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔

عطاء بن ابی رباحؒ سے زیادہ علوم کا جامع کسی کو نہیں پایا، امام موفقؒ کا بیان ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء سے بہت روایتیں نقل کی ہیں۔

درس وتدریس:

آپؒ 120ھ میں مسند درس و تدریس پر فائز ہوئے، اور اس قدر محنت و جانفشانی کے ساتھ درس دیا کہ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے فقہاء، محدثین اور مفسرین پیدا ہوئے، جن میں امام ابو یوسف، امام محمدؒ، امام زفرؒ اور حسن بن زیاد کا نام ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ آپ کے تلامذہ نے کس طرح اپنے علوم سے پورے عالم کو روشن کیا، اور پوری انسانیت کو علم وفن سے مالا مال کیا۔[1]

امام صاحبؒ کے معمولات

آپؒ کا معمول یہ تھا کہ آپؒ بعد نمازِ فجر مسجد میں درس دیتے، درس کے بعد فتوی کے جوابات دیتے، اس سے فراغت کے بعد تدوین فقہ کی مجلس منعقد ہوتی، نماز ظہر پڑھ کر گھر چلے جاتے، گرمیوں میں ظہر کے بعد آرام فرماتے اور سو جاتے، نماز عصر کے بعد کچھ دیر درس وتدریس سلسلہ چلتا پھر کچھ دوستوں سے ملنے ملانے، بیماروں کی عیادت کرنے اور غریبوں کی خبر گیری کا عمل ہوتا۔

---

(1) امانت علی قاسمی، امام ابوحنیفہؒ سوانح وافکار (انڈیا، ناشر ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی طبع اول، 2016) ص/30۔50

نمازمغرب کے بعد دوبارہ درس کا سلسلہ شروع ہوتا جوعشاء کی نماز تک رہتا تھا، نمازعشاء پڑھ کرامام صاحب رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں مشغول ہوجاتے اورعام طور سے رات بھر مشغول رہتے ۔[1]

فصل دوم: آپؒ کی وفات اورا کابرین کے تاثرات

وفات:

جب عباسی خلافت کی تحریک نے زور پکڑا، اور یزید بن عمرو بن ہبیرہ کوفہ کا گورنر مقرر ہوا، تو اس نے ایوان سلطنت کوفہ کو مذہبی ستونوں پر قائم کرنے کاارادہ کیا، اسی مقصد کے تحت اس نے علماء کو حکومتی ذمہ داریوں سے سرفراز کیا، امام صاحب کو امیر خزانہ کی پیش کش کی، آپؒ نے انکار کر دیا، جس کے پاداش میں اس نے آپؒ کو قید خانہ میں ڈال دیا، مگر آپؒ برابر سرکاری نوکری سے اعراض کرتے رہے، ایک زمانہ کے بعد جب سب کی تدبیریں ناکام اور سب کے حیلے بے فائدہ ثابت ہوئے تو منصور نے امام صاحبؒ کو خفیہ طور پر زہر دے دیا، مگر شانِ خداوندی جب آپؒ کو اس کا احساس ہوا تو سجدہ میں گر پڑے، سن 150ھ بہ روز جمعہ ماہ شوال میں وفات ہوئی ۔[2]

اکابرین ائمہ کے تاثرات

امام صاحبؒ کی وفات علم وادب، فقہ وفتاوی، تعلیم وتعلم، تدریس وتربیت اور دعوت وتبلیغ کے ایک سنہرے دور کا خاتمہ تھا، آپؒ کی انتقال ملت اسلامیہ کے لیے ایک عظیم خسارہ اور بڑا نقصان ثابت ہوا، آپؒ کی وفات کے بعد جلیل القدر علماء، ائمہ اور مشائخ نے جو کچھ اپنے تاثرات، خیالات اور تعزیت پیش فرمائے ہے ان میں سے کچھ پیش خدمت ہیں، جس سے امام صاحبؒ کی رفعت وعظمت، بزرگی وبرتری اور آپؒ کی حیات وخدمات کے کچھ اہم پہلو اجاگر ہوتے ہیں ۔

سفیان بن عیینہؒ

اسحاق بن بہلولؒ نے سفیان بن عیینہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری آنکھ نے امام ابوحنیفہؒ کا مثل نہیں دیکھا۔

---

(1) مشتاق احمد قریشی، امام اعظم ابوحنیفہؒ حیات وفقہی کارنامے، (ناشر، اسلامی کتب خانہ کراچی، پاکستان) ص/50

(2) مولانا محمد فیاض خان سورتی، امام اعظم ابوحنیفہؒ (ناشر مدرسہ نصرت العلوم فاروق گنج، گوجرانوالہ) ص/5

امام مالکؒ

احمد بن صباح رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعیؒ کو فرماتے سنا کہ امام مالکؒ سے کہا گیا کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ فرمایاہاں میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر تم سے اس ستون کو سونے کا بنانے میں گفتگو کرے تو اس کو دلیل سے ثابت کر دے۔(1)

امام شافعیؒ

امام شافعیؒ ائمہ متبوعین میں سے ہیں، امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں، جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کو نہ دیکھے وہ عالم متبحر نہیں ہوسکتا، وہ فرماتے ہیں جو شخص فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کی صحبت کو لازم پکڑ لے، اس لیے کہ تمام لوگ فقہ میں ان کے خوشہ چیں ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ

7۔شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا: امام ابوحنیفہؒ سے اگر چہ بعض لوگوں کو اختلاف رہا ہے لیکن ان کی فہم اور فقہ میں شک نہیں کرسکتا ہے، کچھ لوگوں نے ان کو ذلیل کرنے کے لیے ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں، جو بالکل جھوٹ ہیں۔(2)

عبداللہ بن مبارکؒ

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام صاحب کی مجلس سب سے زیادہ باوقار ہوا کرتی تھی، آپ خوش رو، اور خوش اخلاق تھے، کپڑا صاف ستھرا زیب تن فرماتے تھے، ایک دن ہم لوگ جامع مسجد میں تھے، ایک سانپ امام صاحب کی گود میں گر گیا، لوگ بھاگ پڑے، لیکن امام صاحب سنجیدگی کے ساتھ اپنی جگہ بیٹھے رہے اور سانپ کو جھٹک دیا-

---

(1) عبداللہ القاسمی، ارشاد الاخوان (ناشر، دارالعلوم حسینیہ تاؤلی، ضلع مظفر نگر، انڈیا، سن اشاعت 1442) ص/ 12۔14

(1) امانت علی قاسمی، امام ابوحنیفہؒ سوانح وافکار (انڈیا، ناشر ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی طبع اول، 2016) ص/ 206۔250

امام اعمشؒ

امام اعمشؒ سے مروی ہے کہ ان سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ نعمان بن ثابت خزّ اراس کو بہتر جانتے ہیں، اور میرا خیال یہ ہے کہ ان کو علم میں برکت دی گئی۔

حضرت مسعرؒ

عبیداللہ بن موسیٰ نے حضرت مسعر کو فرماتے سنا کہ امام ابوحنیفہؒ پر اللہ رحم فرمائے، یقیناً وہ فقیہ عالم تھے

ابوبکر بن عیاشؒ

ابوبکر بن عیاشؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نعمان بن ثابتؒ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے، ابونعیم علی مبارک نے فرمایا کہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر رائے وقیاس کی حاجت ہو تو امام ابوحنیفہؒ کی رائے سب سے درست ہے۔(1)

محمد بن اثیر الشافعیؒ

علامہ محمد بن اثیر الشافعی فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص لطف اور بھید اس میں مضمر نہ ہوتا تو امت محمدیہ کا تقریباً نصف حصہ کبھی امام ابوحنیفہ کی پیروی نہ کرتا اور اس جلیل القدر کے مسلک پر عامل ہو کر اور ان کی تقلید کر کے کبھی قرب خداوندی حاصل کرنے پر آمادہ نہ ہوتا، آج ساڑھے چار سو سال تک ان کے فقہ اور مذہب پر عمل ان کے مذہب اور عقیدے کی صحت کی دلیل ہے۔(2)

---

(1) عبداللہ القاسمی، ارشاد الاخوان (ناشر، دارالعلوم حسینیہ تاؤلی ضلع مظفر نگر، انڈیا سن اشاعت 1442) ص/ 12۔14

(1) امانت علی قاسمی، امام ابوحنیفہؒ سوانح وافکار (انڈیا، ناشر ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی طبع اول، 2016) ص 206۔250

فصل سوم: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد

امام اعظمؒ اور اجتہاد

اجتہاد کہتے ہیں جب کسی مسئلے میں قرآن وحدیث کے صریح نصوص موجود نہ ہوں، تو اس وقت ادلہ اربعہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی فہم وفراست اور ذہن ودماغ سے مسئلہ کا استنباط کرنا۔ آپ ﷺ نے اجتہاد کرنے کو پسند فرمایا ہے، آپ ﷺ نے صواب اور درست اجتہاد پر دو نیکیاں اور صواب تک پہونچنے میں خطا ہو جانے پر ایک نیکی کا وعدہ کیا ہے، شرع میں اجتہاد مستحسن اور مباح عمل ہے، واقعہ مشہور ہے جب حضرت معاذؓ یمن کے گورنر بنا کر بھیجے جارہے تھے، تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا آپ وہاں کے باشندوں کے معاملات کا حل کس طرح کریں گے؟ کسی قضیہ کا فیصلہ کس طرح کریں گے؟ تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا: میں اس کا جواب قرآن میں تلاش کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر قرآن نہ ملے، تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا، احادیث مبارکہ میں دیکھوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس میں بھی نہ ملے، تو حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور پھر مسئلہ حل کروں گا، چناچہ آپ ﷺ حضرت معاذؓ کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کر دعا دی، اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنے نبی کے قاصد سے وہ بات کہلوائی جس کو سن کر تیرا پیغمبر خوش ہوگیا۔ (1)

اس حدیث سے اجتہاد کی افادیت وضرورت ثابت ہوتی ہے، اجتہاد صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سبھوں نے کی ہے، امام اعظم ابوحنیفہؒ کا اجتہاد میں ایک الگ مقام اور شان ہے، آپؒ نے بھی کئی ایک مسائل میں اجتہاد کیا ہے۔

مسائل میں آپ کا اجتہاد بہت اہم ہے، اس کی بہت مثالیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کیا صرف اللہ اکبر میں منحصر ہے یا اس کے علاوہ زبان میں تکبیر تحریمہ بولا جاسکتا ہے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ صرف اللہ اکبر میں منحصر ہے، امام صاحبؒ فرماتے ہیں نہیں جس آیت کریمہ سے تکبیر کی فرضیت ثابت کی گئی ہے، اس میں زبان کی کوئی خصوصیت نہیں ہے، اس لیے کہ نماز کا وجود تکبیر سے مؤخر ہونا ضروری ہے، اس سے ثابت ہوا کہ تکبیر تحریمہ گرچہ فرض ہے لیکن نماز میں داخل نہیں اور نہ ہی نماز کا جزؤ ہے (2)

---

(1) سنن ابی داؤدد، ج2 ص/ 149، باب اجتہاد الرائے فی القضاء

(2) مشتاق احمد قریشی، امام اعظم حیات فقہی کارنامے (ناشر، اسلامی کتب خانہ، پاکستان) ص/ 110

دیکھئے امام صاحبؒ نے کیسے اپنی فہم وفراست اور ذکاوت و ذہانت سے ایک لاینحل مسئلہ کو حل کیا کہ فارسی زبان میں بولی گئی تکبیر تحریمہ ادا ہو جائے گی۔

فصل چہارم: آپؒ کی تصانیف

امام اعظم ابوحنیفہؒ ایک فقیہ، مدبر اور حکیم استاذ تھے، جہاں ان کا ڈنکا چہار دانگ عالم میں بجا ہوا تھا، ہر مسئلہ اور معاملہ کی توضیح وتشریح آپ کے پاس تھی، آپؒ ایک کامیاب استاذ، ماہر و باکمال فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثال مصنف بھی تھے، آپؒ کی تصانیف گو معدودے اور چند ہیں، مگر وہ انتہا سے زیادہ مقبول ہیں، بعض حضرات نے تحقیق اور جانکاری نہ ہونے کی وجہ سے آپؒ کی تصانیف کا انکار کیا ہے مگر حقیقت اس کے برعکس ہے، آپؒ نے یقیناً کتابیں کئی تصنیف کی ہیں، امام اعظمؒ کی تصانیف کے بارے میں علما و دانشوران کا اظہار خیال یہ ہے کہ آپ نے درس وتدریس اور رجال سازی کے ساتھ ساتھ کتابیں بھی لکھی ہیں، چند اقوال ذکر کیے جاتے ہیں، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

1۔حافظ عبدالقادر قرشی (م 775ھ) نے حاتم بن اسماعیل کے ترجمہ میں امام المغازی علامہ واقدی (م 207ھ) کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:

''میں نے امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں حاتم بن اسماعیلؒ سے اور انہوں نے خود امام ابوحنیفہؒ سے لکھی تھیں''

2۔علامہ خطیب بغدادی (م 463ھ) نے نقل کیا ہے کہ حافظ الحدیث امام یزید بن ہارونؒ (م 206ھ) سے اُن کے شاگرد ابومسلم مستملیؒ نے پوچھا کہ آپ امام ابوحنیفہؒ اور ان کی کتابوں کو دیکھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

''اگر تم لوگ فقیہ بننا چاہتے ہو تو پھر امام ابوحنیفہ کی کتب کو اپنے مدنظر رکھو، اس لیے کہ میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو ان کے قول کو دیکھنا ناپسند کرتا ہو، امام سفیان ثوریؒ نے تو حیلہ سے ان کی ''کتاب الرھن'' نقل کی ہے۔

اسی طرح قاضی ابولقالم بن کاسؒ نے امام شافعیؒ (م 204ھ) کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں نہیں دیکھے گا، اس کو علم میں تبحر حاصل نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ فقیہ بن سکے گا۔(1)

(1) ظہور احمد الحسینی، امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام، (امام اعظمؒ کی تالیفات، خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام، پاکستان) ص/83_86

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپؒ نے تصنیفی وتالیفی خدمات بھی انجام دی ہیں، اور آپ کی تصنیفات بھی ہیں، سواُن کا ذکر مناسب ہی نہیں لازم وضروری معلوم ہوتا ہے، آپ کی طرف جو کتابیں منسوب ہیں صاحب سیرۃ النعمان علامہ شبلی نعمانیؒ کے مطابق تین ہیں: فقہ اکبر، العالم والمتعلم ،مسند ابی حنیفہؒ

فقہ اکبر: یہ آپ کی کوئی باضابطہ تصنیف نہیں ہے بلکہ عقائد کے موضوع پر چند اہم اور قیمتی باتیں ترتیب وار درج ہیں، یہ کتاب عربی میں ہے اور ہر جگہ دستیاب ہیں، بعض حضرات نے تو اس کا ترجمہ بھی کر دیا ہے، جس کے نسخے مارکیٹ میں دستیاب ہے، اس کی شروحات بھی لکھی گئی ہیں، جیسے محی الدین محمد بن بہاوٴ الدین المتوفی 935ھ مولیٰ الیاس بن ابراہیم السینوبی مولی بن محمد المغنیساوی، حکیم اسحاق، شیخ اکمل الدین، ملا علی قاری کی شرح موجود ہے۔

العالم والمتعلم: یہ سوال وجواب کے طور پر ایک مرتب مختصر رسالہ ہے۔

مسند ابی حنیفہؒ: یہ آپؒ کی تیسری تصنیف ہے۔

مصنفؒ سیرت النعمانؒ لکھتے ہیں:

> ”مسند کے متعدد نسخ ہیں، جو کو ابوالموٴید محمود الخوارزمی نے (المتوفی 665ھ) میں یکجا کر دیا ہے، دیباچہ میں لکھتے ہیں: ”بلاد شام میں بعضوں جاہلوں میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے امام ابوحنیفہؒ کو فن حدیث میں چنداں دخل نہیں تھا اور اسی وجہ سے حدیث میں ان کی کوئی کتاب نہیں ہے، اس پر مجھ کو حمیت مذہبی کا جوش آیا اور میں نے چاہا کہ تمام مسندوں کو یکجا کر دوں جو علماء نے امام ابوحنفیہؒ کی حدیثوں سے مرتب کیے ہیں“(1)

غـرض کہ آپؒ نے اپنی تصنیفی خدمات کے ذریعہ بھی اعلی پیمانہ پر خدمات انجام دی ہیں، بعض فقہاء اور علماء کا کہنا ہے کہ آپؒ کی کتاب ہی مرجع ومصدر رہے بعد کی کتابیں اس کی تشریح اور توضیح ہے۔

(1) علامہ شبلی نعمانیؒ، سیرت النعمان (، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، سن اشاعت: 2012ء) حصہ اول، ص/2، ص/83)

باب دوم: امام صاحبؒ کی فقہی خدمات

فصل اول: فقہ سے دلچسپی

امام صاحبؒ کی فقہ سے دلچسپی اور رغبت اس وقت بڑھ گئی، جب ایک خاتون آپؒ سے طلاق یا حیض کے بارے میں مسئلہ دریافت کرنے آئی، آپؒ نے جواب معلوم نہ ہونے کی وجہ سے امام حمادؒ کے درس کی طرف اشارہ کر دیا اور کہا جو وہ جواب دیں گے مجھے بھی بتانا، پھر اس کے بعد آپؒ کو افسوس ہوا، اور آپؒ نے فقہ کی طرف توجہ دی اور امام حمادؒ کے درس میں پابندی سے شریک ہونے لگے اور ایک وقت آیا کہ آپ فقیہ اعظم بن گئے۔(1)

فصل دوم: تدوین فقہ

جب دوسری صدی ہجری میں اسلام کا سورج کائنات میں پھیل گیا اور اسلام کی دعوت عام ہوگئی، عرب وعجم، ایشیا اور یورپی ممالک کی زبانیں مختلف ہونے کی وجہ سے اسلامی تعلیمات اور نبوی پیغامات کو سمجھنا ایک چیلنج کا کام ہوگیا اور دقت و پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، تو اس وقت لوگوں کی آسانی کے لیے روزمرہ مسائل اور پیش آمدہ واقعات کے حل کے لیے امام صاحبؒ نے پہل کی اور اصولی وفروعی مسائل اور جزئیات کو یکجا کیا، کتابوں کی تدوین کی، جس کی وجہ سے مدون اول کہلائے مولانا سرفراز خان صاحبؒ لکھتے ہیں:

> ''حضرت امام ابوحنیفہؒ نے علمائے امت کی سہولت کے لیے سب سے پہلے تدوین کتب اور ابواب کی ضرورت کو محسوس کیا اور اس میں ایک بہترین مثال قائم کی، چنانچہ صدر الائمہ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہؒ نے سب سے پہلے علم شریعت کی تدوین کی، ان سے پہلے کسی نے (اس طرح کی) تدوین نہیں کی۔
>
> اور امام سیوطیؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی خصوصیات نقل کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ:
>
> ترجمہ: ''سب سے پہلے انہوں نے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور ابواب میں اس کی ترتیب دی ہے۔

---

(1) مفتی عزیز الرحمن صاحب، (انڈیا، مدنی دار التالیف بجنور، سوانح حیات امام اعظم،) ص/43

پھر امام مالکؒ نے مؤطا میں ان کی پیروی کی، امام ابوحنیفہؒ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔ کیونکہ حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین نے علوم شریعت میں ابواب اور کتابوں کی ترتیب کا کوئی اہتمام نہیں کیا، وہ تو صرف اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے تھے، جب امام ابوحنیفہؒ نے علوم کو منتشر دیکھا اور اس کے ضائع ہونے کا خوف کیا تو ابواب میں اس کو مدون کر دیا،،(1)

اسی طرح حضرت علامہ ڈاکٹر اشرف جلالی رقم طراز ہیں:

'' آپؒ (امام اعظم ابوحنیفہؒ) نے صحابہ کرامؓ اور تابعین کے ایک دور گذر جانے کے بعد امت مسلمہ پر احسان کرتے ہوئے تدوین فقہ کا ذمہ اٹھایا اور 120 ہجری میں یہ کام شروع کر دیا، اس جامعیت کے لحاظ سے تدوین کرنے پر فقہ کے بانی کہلائے، چناچہ امام موفق بن احمد مکی متوفی 484 کہتے ہیں: (ترجمہ) حضرت امام ابوحنیفہؒ وہ پہلے مجتہد ہیں جنہوں نے اس شریعت کے علم کو مدون کیا، آپ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا تھا، کیونکہ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے علم شریعت کی تبویب نہیں کی تھی اور نہ اسے کتب میں مرتب کیا تھا وہ اپنی قوت فہم پر اعتماد کرتے تھے، ان کے دل ہی ان کے علوم کے لیے صندوق تھے، حضرت امام ابوحنیفہؒ ان کے بعد جلوہ گر ہوئے، آپ نے علم کو منتشر دیکھا تو آپ کو علم شریعت کے ضائع ہوجانے کا خوف دامن گیر ہوا، اس لیے آپؒ نے علم شریعت کے اجتہادی مسائل کو ابواب اور کتب کی صورت میں مرتب کیا''(2)

---

(1) مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، مقام ابی حنیفہؒ (پاکستان، مط، صفدریہ گوجرانوالہ ط، 11) ص/106
(2) موفق بن احمد المکی 484م مناقب الامام الاعظم، (پاکستان، اسلامی کتب خانہ کوئٹہ،) ج/2 ص/126

فصل سوم: تدوین فقہ کا طریقہ کار

تدوین فقہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ نہایت ہی دقیقہ سنجی اور حکمت سے کام لیتے تھے، ایک ایک مسئلہ پر گھنٹوں بحث ومباحثہ ہوتا، دلائل واقوال پیش کیے جاتے، اور پھر جس رائے پر اطمینان قلب اور اتفاق ہوتا اسے قلم بند کر دیا جاتا، علامہ شبلی نعمانیؒ امام ابوحنیفہؒ کے تدوین فقہ کے طریقہ کار اور اسلوب ومنہج کو یوں بیان کرتے ہیں:

''تدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تھا، اگر اس کے جواب میں سب لوگ متفق الرائے ہوتے تو اسی وقت قلمبند کرلیا جاتا اور نہایت آزادی سے بحثیں شروع ہوتیں، کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قائم رہتی، امام صاحب بہت غور اور تحمل کے ساتھ سب کی تقریریں سنتے اور بالآخر ایسا جنچا تلا فیصلہ کرتے کہ سب کو تسلیم کرنا پڑتا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ امام صاحب کے فیصلہ کے بعد بھی لوگ لوگ اپنی اپنی آراء پر قائم رہتے اس وقت وہ سب مختلف اقوال قلمبند کرلیے جاتے، اس کا التزام تھا کہ جب تک تمام شرکائے جلسہ جمع نہ ہولیں، کسی مسئلہ کو طے نہ کیا جائے''(1)

فصل چہارم: استنباط مسائل میں آپؒ کا منہج

امام ابوحنیفہؒ کے مسائل کے استنباط واستخراج میں ایک خاص منہج اور طریقۂ کار تھا، آپؒ کا مسائل کے استنباط واستخراج میں یہ طریقہ تھا کہ آپ پیش آمدہ مسئلہ کو سب سے پہلے قرآن پھر حدیث نبوی ﷺ، اس کے بعد آثار صحابہ رضی اللہ عنہ اور قیاس کو دیکھتے تھے، امام صاحبؒ کی نظر احادیث کے بارے میں بہت دوربیں تھیں، آپ حدیث کے مشہور، ضعیف، قوی، مرسل، منقطع، آحاد کے علاوہ یہ بھی دیکھتے تھے آپ ﷺ کا وصال ہوا ہے وہ کیا تھا، اگر حجازی اور عراقی صحابہؓ کی احادیث کی روایت اور بیان میں اختلاف نظر آتا، تو اس میں فقہ کے مقابلہ افقہ یعنی قریب الی الفہم کو ترجیح دیتے تھے۔ مسائل کے استنباط میں امام صاحب مذکورہ ترتیب کے ساتھ استحسان اور مصالح مرسلہ، ضروریات زمانہ کو بھی پیش نظر رکھتے تھے۔

(1) علامہ شبلی نعمانیؒ، سیرت النعمان (دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، سن اشاعت: 2012ء) حصہ اول، ص/ 34

اور نہایت ہی احتیاط اور باریک بینی سی مسائل کا استنباط کرتے ہیں، مزید یہ کہ آپؒ سوچ سوچ کر مسئلہ کی ایک ایک جزئیہ پر نظر ڈالتے تھے، مستقبل میں پیش آنے والی مسائل پر گفتگو کرتے ،خود مسائل تصور کرتے اور پھر فقہاء کی مجلس میں پیش کرتے ،اس لیے فقہ حنفی کے اکثر ایسے مسائل بھی ملیں گے، جو کبھی کسی کو پیش آہی نہیں ہوگا، مگر اس کا جواب اور حل امام صاحبؒ نے اپنی محنت وجد وجہد سے کر رکھا ہے مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ امام موفقؒ سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحبؒ فرماتے ہیں:

''اہل علم کو چاہئے کہ جن باتوں میں لوگوں کے مبتلا ہونے کا امکان ہے، ان کو بھی سوچ لیں۔تا کہ اگر واقعہ ہی ہو جائے تو انھیں انوکھی بات نہ نظر نہ آئے، کہ جس سے لوگ پہلے سے واقف نہ ہوں بلکہ معلوم ہونا چاہئے کہ ان امور میں اگر کسی کو مبتلا ہی ہونا پڑے تو شرعاً ابتلا کے وقت کیا کرنا چاہئے اور مبتلا ہونے کے وقت شریعت نے کیا صورت بتلائی ہے''

فصل پنجم: تعارض نصوص میں آپ کا منہج

نصوص کے تعارض اور تکرار کے وقت آپؒ کا منہج یہ تھا کہ سب سے پہلے متعارض آیات اور احادیث کے نزول کا زمانہ، پس منظر اور وقت کو دیکھتے ،آپ کی پہلی کوشش یہ ہوتی کہ متعارض ومتضاد آیتوں میں سے ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ قرار دیا جائے ۔اس لیے کہ اگر کوئی آیت اور حکم شارع علیہ السلام ﷺ کی جانب سے ہی منسوخ ہو اور لاعلمی کی وجہ عمل کیا جائے تو اس کا کوئی فائدہ اور حاصل نہیں ہے ۔اگر ایسا نہ ہو تو دونوں آیتوں میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے، اور وجوہِ ترجیح کی سعی کرتے تھے، اگر ایسا نہ ہو پاتا تو پھر متعارض آیتوں میں تطبیق دیکھتے اور کوشش کرتے ہیں کہ دونوں کا ایسا محمل نظر آجائے کہ کسی بغیر حرج عظیم کے دونوں آیتوں کے مدلول پر عمل ہو جائے ،چوتھی اور آخری صورت یہ تھی کہ آپؒ متعارض آیت وحدیث کو تساقط کا درجہ دیتے تھے یعنی دونوں کو نظر انداز کردیا جائے ،گویا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تعارض نصوص کے یہ چار طریقوں، نسخ، ترجیح، تطبیق اور تساقط کے ذریعہ نصوص پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جاتی ہے۔

---

(1) مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ، سوانح حیات امام اعظم (انڈیا، بجنوری، مدنی دار التالیف بجنور)ص/ 161

(2) مولانا خالد سیف اللہ، فقہ اسلامی ۔تدوین وتعارف (ط،2008،مط، مکتبہ نعمیہ دیوبند،) ص/ 227

اِس سے اِس بات کا اچھی طریقہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ تعارضِ نصوص کے وقت کس قدر احتیاط سے کام لیتے تھے، اس سے یہ بات بھی بے غبار ہوگئی کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ احنافؒ صرف قیاس کی طرف دیکھتے ہیں، سراسر غلط ہے۔

فصل ششم: قیاس اور استحسان

قیاس

یہ جگ ظاہر ہے کہ احناف رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان دلائل اربعہ میں سے قیاس کی طرف زیادہ ہے، اور احنافؒ کے اکثر مسائل کا حل قیاس کے ذریعہ دیا گیا ہے، امام ابوحنیفہؒ نے قیاس کے ذریعہ نفس اور خواہشات کی اتباع نہیں؛ بلکہ نصوص کے دائرہ عمل کو وسیع کیا، جاننا چاہئے کہ احناف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ نصوص دو طرح کی ں ہیں، ایک تعبدی جن کا مقصد بلا سمجھے سوچے اللہ کے حکم سے بجالانا ہے، اس کی مصلحتیں، علل واسباب اور وجوہات کے پیچھے نہیں پڑنا ہے، جیسا اور جس طرح حکم دیا گیا ہے، اسی طرح من وعن اطاعت وفرمانبرداری کرنا ہے، اور دوسرے وہ احکام ہیں جن کی علت نصوص میں بتائی گئی ہے، اگر علت نہ بھی بتائی گئی ہوں تو انسان کے عقل وخرد ان کے معانی ومفاہیم، علتیں نکالنے اور مسئلہ کی تہہ تک پہونچے پر قادر ہے، اگر اس زاویۂ فکر سے دیکھا جائے تو قیاس نصوص کی مخالفت اور اتباعِ رائے نہیں؛ بلکہ امام ابوحنفیہؒ نے اس غیر منصوص مسائل تک نصوص کے احکام کو وسعت دینے کے لیے استعمال کیا ہے۔حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ امام ابوحنیفہؒ کے قیاسی احکام ومسائل اور اجتہاد کے بارے میں کچھ اس طرح رقم طراز ہیں:

> ''احناف کے قیاسی احکام واجتہادات پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے قیاس کا استعمال ''اباحیت'' کی بجائے ''احتیاط'' کے لیے کیا ہے، مثلاً حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ میں جماع کرلے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا، احناف نے اس پر اضافہ کیا کہ علاوہ جماع کے اگر خوردونوش کے ذریعہ بھی قصداً روزہ توڑلے تو یہ کفارہ کا موجبہو گا، معذور شخص جو روزہ نہ رکھ سکے قرآن مجید نے اس پر فدیہ واجب قرار دیا، احناف نے اس پر قیاس کیا کہ یہی حکم اس شخص کے لیے بھی ہوگا، جس کی نمازیں باقی رہ گئیں اور اب وہ ان کو ادا کرنے کے لائق نہ ہو۔قرآن نے ولی (نکاح) کے بارے میں کہا کہ کسی

عورت سے وطی کرنا دونوں کے آبائی اور اولادی رشتہ داروں کو ان مرد و عورت کے لیے
حرام کر دیتا ہے، چوں کہ شہوت کے ساتھ مساس ہی انسان کو فعل وطی تک پہنچا تا ہے، اس
لیے احناف نے مساس اور دواعی جماع کو بھی اس حرمت مصاہرت کے لیے کافی قرار دیا
،غور کیا جائے تو ان تمام مسائل میں قیاض کے ذریعہ احتیاط وورع کی راہ اختیار کی گئی ہے یا
اتباع اور اباحیت کی؟' (1)

استحسان

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادی ماخذ میں سے ایک نمایاں ماخذ استحسان ہے، استحسان کا اصل مقصد احکام میں لوگوں کے حالات کی رعایت اور سہولت و آسانی پیش نظر ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے: اللہ تعالی تمہارے لیے آسانی چاہتے ہیں، اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے: تمہارا بہترین طریقہ آسانی ہے، قرآن و حدیث کے ان دونوں اصول کے پیش نظر امام صاحب ؒ نے استحسان پر عمل کیا ہے ،اور بعض کٹھن اور مشکل مسئلہ کو استحسان کے ذریعہ آسان بنایا ہے، استحسان کا دوسرا نام دشواری چھوڑنا، یعنی یہ شریعت اسلامیہ میں ایک مسئلہ کا دو حکم ہے اور ان میں سے ایک مشکل اور دوسرا آسان ہے، اب انسان کو دونوں اختیار ہے، جسے چاہے اپنائے، کوئی گرفت اور پکڑ نہیں، البتہ آسانی کو اختیار کر لینا خود انسان کے لیے مفید ہے اور اسے ہی استحسان کہتے ہیں۔

استحسان کے بارے میں فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ؒ کا ذاتی تاثر ملاحظہ فرمائیں:

''ہماری کتب فقہ میں استحسانی مسائل بڑی تعداد میں ہیں اور وہ سب عام طور پر اسی نوعیت کے ہیں کہ ان کے ذریعہ کسی مشکل کو دفع کیا گیاہ ، مثلاً کنویں میں اگر نجاست گر جائے تو شریعت نے پاکی اور تطہیر کا جو عام اصول بتلایا ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے محض پانی نکال دینا کنویں کے پاکی کے لیے کافی نہ ہو بلکہ کنویں کی دیواریں اور نیچے کی سطح بھی پانی سے دھو دی جائے، پاک کرنے کا یہ اصول چھوٹے برتنوں کے معاملہ میں تو قابل عمل ہے، لیکن اگر کنویں کی پاکی کے مسئلہ میں اس عام قیاس کو لازم رکھا جاتا تو سخت دشواری کا سامنا ہوتا، اسی لیے اس دشواری سے بچانے کے لیے استحساناً پانی نکال دینے کو کافی قرار دیا گیا۔

---

(1) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، فقہ اسلامی۔تدوین وتعارف (انڈیا، ط، 2008، مط، مکتبہ نعمیہ دیوبند) ص/ 227

میرا اپنا شخصی تاثر یہ ہے کہ احناف کے ہاں استحسان سے زیادہ کام لینے ایک اہم وجہ یہ بھی یہ ہے کہ ان کے ہاں احکام کا مدار علت پر ہے نہ حکمت پر، کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ علت رعایت کا تقاضہ کچھ اور ہوتا ہے، لیکن وہ شریعت کی مصلحت عامہ کے خلاف ہو جاتا ہے، ایسے مواقع پر ایسی صورتوں کا استثناء اور اس کو شریعت کی عمومی مصلحت اور حکمت کے مطابق کرنے کا کام استحسان سے لیا جاتا ہے، مثلاً قرض کا لین دین ایسی چیزوں میں جائز ہے، جو ''مثلی'' ہوں یعنی جن کے مختلف افراد میں باہم قابل لحاظ تفاوت نہ ہو جیسے ناپ کر اور تول کر خرید وفروخت کی جانے والی عام اشیاء ایسی چیزیں کہ ان کے مختلف افراد میں خاصا تفاوت ہو، ان میں قرض کا لین دین جائز نہیں، اس علت کا تقاضا یہ تھا کہ روٹیوں میں بھی قرض کی اجازت نہ ہو، مگر شریعت کی مصلحت عامہ یہ ہے کہ کوئی حکم حرج اور عام دشواری کا باعث نہ بن جائے، اس حکمت کی رعایت کرتے ہوئے متاخرین نے امام محمدؒ کی رائے پر فتوی دیتے ہوئے روٹی میں گن کر قرض اور لین دین کی اجازت دی۔(1)

اس اقتباس سے یہ بات بے غبار ہو جاتی ہے کہ استحسان کی کس قدر شرعی مسائل میں ضرورت ہے، اور کس طرح احنافؒ نے امت کے مسائل حل کرنے کے لیے استحسان پر عمل کیا ہے۔

فصل ہفتم: اجتماعی اجتہاد

شورائی نظام اور شورائی طریقہ اسلام کا پسندیدہ طریقوں میں سے ہے، اسلام میں اس کی اہمیت وافادیت مسلم ہے، ہر دور کے علماء اور دانشوران نے شورائی طریقہ اور اجتماعی نظام کو سراہا ہے، اور اس پر عمل پیرا بھی ہوئے ہیں، صحابہ کرامؓ نے بھی بہت سارے کاموں کو باہمی مشورہ اور آپسی تعاون سے انجام دیا ہے، ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

''مدینہ منورہ میں توسیع فقہ کے لیے شوری اور اجماع کا ادارہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے خاصا منظم کر دیا تھا، اس دور کے فیض یافتہ تابعین میں ''فقہاء سبعہ'' نے جلدی ہی بڑا امتیاز پیدا کر لیا،

---

(1) مرجع سابق، ص/ 226۔227

اوران سات ماہرین کی کمیٹی نے ایک طرح سے قانون سازی اپنے ہاتھ میں لے لی تھی سخاویؒ نے وضاحت سے بیان کیا ہے کہ خود قاضی بھی مدینہ منورہ میں اس مجلس ہفت گاہ سے مشورہ لیتے اوراس کے فتوے کے پابند تھے(1)

امام اعظم ابوحنیفہؒ نے بھی فقہ کی تدوین میں نہایت ہی باریک بینی اور احتیاط سے کام لیا، آپؒ باوجودیکہ ایک بڑے ذہین، صاحب فراست فقیہ تھے، پھر بھی آپؒ نے شورائی منہج کو اپنایا اور فقہ کی تدوین واستنباط میں جلیل القدر اور جبال العلم علماء کی مجلیس قائم کیں، پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے غور وخوض کیا اور نہ پیش آنے والے مسئلہ کا تصور کر کے ان کے بھی حل کی کوششیں کیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس مجلس میں ایک مسئلہ پر دیر دیر تک بحثیں ہوتی تھیں، دوران بحث کوئی نکتہ یا اصول سامنے آتا، اسے نوٹ کیا جاتا اور پھر اگلی نششت میں اس پر غور کیا جاتا، آپؒ کی اس شورائی تدوین فقہ کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

''امام ابوحنیفہؒ کا طریقہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک مسئلہ پیش کرتے اور ہر ایک کی معلومات اس کے حل کے لیے دریافت کرتے اوراپنی رائے بھی پیش کرتے اور مہینہ بھر بلکہ اس سے بھی زیادہ تک مناظرہ جاری رہتا اور جب کسی رائے کے دلائل پوری طرح واضح ہوجاتے تو پھر ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس کو لکھ لیتے اور دیگر ائمہ کے برخلاف امام ابوحنیفہؒ نے انفرادی کوشش اور تنہا استبدادی رائے کی جگہ اپنے مذہب کو مشورے پر منحصر کردیا تھا ،ایک مرتبہ کسی نے اُن سے خاص مسئلہ کے متعلق پوچھا کہ صحابہ کرامؓ تک اس کے متعلق ایک رائے پر متفق نہیں ہوسکے تھے، آپ کیسے قطعی رائے ظاہر کرتے ہیں؟ ابوحنیفہؒ نے کہا کیا یہ خیال کرتے ہو کہ میں نے یوں ہی رائے قائم کرلی ہے؟ میں نے خاص اس مسئلے پر پورے بیس سال غور وفکر کیا، اس کی مماثل چیزیں ڈھونڈیں اور ہر صحابی کے قول اصول مسلمہ پر جانچ کی،''(2)

---

(1) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تدوین قانون اسلامی (پاکستان، مط، باب الاسلام پرنٹنگ پریس کراچی) ص/50

(2) حوالہ بالاص/50

اس اقتباس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام صاحبؒ نے ایک ایک مسئلہ کی تحقیق میں کس قدر جانفشانی اور جدو جہد سے کام لیا اور کس قدر غور وفکر کے بعد امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا، اللہ تعالی جزائے خیر عطافرمائے۔آمین

فصل نہم: فقہ حنفی کی خصوصیات

فقہ حنفی مسائل کی تخریج وتصحیح، تعلیق وتوضیح، تشریح وتفصیل ہر اعتبار سے نمایاں ہے، فقہ حنفی کی خصوصیات وامتیازات کی ان گنت اسباب ہیں، چند یہاں ذکر کیا جارہا ہے۔

شخصی آزادی کا تحفظ

فقہ حنفی کی سب سے بڑی اور نمایاں وصف شخصی آزادی کی رعایت ہے، غور وفکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ فقہ حنفی ہی ہے، جس نے بالغ لڑکی کو اپنے نفس پر مکمل اختیار دیا ہے وہ خود رشتہ اپنا کرسکتی ہے، عاقلہ، بالغہ لڑکی کے لیے ولایت ضروری نہیں ہے، اسی طرح لڑکی اختیارات کی پاسداری بھی کی گئی ہے، یعنی یہ کہ لڑکی اپنی مرضی سے کفوء میں شادی کرسکتی ہے، جبکہ اکثر فقہاء کے نزدیک عاقلہ لڑکی کے اختیارات محدود ہیں، اس تک کے ایجاب وقبول کو غیر معتبر مانا گیا ہے۔

اسی طرح حجر کا مسئلہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے یہاں عاقل وبالغ ہر طرح سے اپنے مال میں تصرف کا مجاز ہے اگر وہ ''معتوہ اور''سفیہ'' ہو تو 20/ سال کی عمر ہونے سے پہلے اس کا مال اس کے حوالہ نہ کیا جائے گا، پچیس سال کی عمر ہونے کے بعد بہرحال اس کا مال اس کے سپرد کردیا جائے گا، اور اس عرصہ میں بھی جب کہ اس کا مال اس کے قبضہ میں نہیں ہے، اس کے قولی تصرفات، خرید وفروخت، ہبہ ووصیت اور دوسرے تصرفات قابل نفاذ نہ ہوں گے۔

مذہبی رواداری

مذہبی رواداری، غیر مسلموں کے ساتھ انسانی حقوق اور غیر مسلموں کو اپنے اعتقادات کے بارے میں احناف رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں فراخ دلی سے کام لیا گیا ہے، قاضی ابوزید دبوسیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے ساذوق مزاج پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

الاصل عند ابی حنیفة ان مایعتقده اهل الذمة ویدینونه یترکون علیه

امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ اہل ذمہ جو عقیدہ رکھتے ہوں اور جس دین پر چلتے ہوں، ان کو اسی پر چھوڑ دیا جائے گا۔

چنانچہ جن غیر مسلموں کے یہاں محرم رشتہ داروں سے نکاح جائز ہے، امام صاحب ؒ کے نزدیک ان کے لیے اپنے رشتہ داروں سے نکاح کرنے پر کچھ روک نہیں ہے، اسی طرح امام صاحب ؒ کے نزدیک مسلم ملک کا غیر مسلم شہری کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا، اسی طرح مسلمان سے بھی غیر مسلم شہری کے قتل پر قصاص لیا جائے گا۔ اسی طرح امام ابوحنفیہ ؒ نے غیر مسلموں کو حرم میں آنے کی اجازت دے رکھی ہے، جب کہ دیگر ائمہ غیر مسلموں کو حرم میں دخول کی اجازت نہیں دی ہے۔

اللہ کے حقوق اور حلال وحرام میں احتیاط

تیسری اہم خصوصیت حقوق اللہ اور حقوق العباد میں احتیاط کی راہ اختیار کرنا ہے، امام کرخی نے لکھا ہے:

ان الاحتیاط فی حقوق اللّٰہ تعالی جائز ،وفی حقوق العباد لایجوز ۔اذا دارت الصلوۃ بین الجواز والفساد، فالاحتیاط ان یعید الاداء

حقوق اللہ میں احتیاط جائز ہے، حقوق العباد میں جائز نہیں ہے، چناچہ جب نماز جواز وفساد کے دو پہلو پیدا تو احتیاط نماز کے اعادہ میں ہے۔

غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام صاحب ؒ کے نزدیک خاص طور پر احتیاط کے پہلو پیش نظر رکھا گیا ہے، چناچہ نماز میں گفتگو کو مطلقاً مفسد صلوۃ قرار دیا گیا ہے، چاہے بھول کر یا اصلاح نماز کی غرض سے ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح حالت نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنا مفسدِ نماز ہے۔

یہ فقہ حنفی کی خصوصیات کی چند مثالیں ہیں ، اس کے علاوہ بہت سارے معاملات ایسے ہیں، جس میں فقہ حنفی کی خصوصیات و امتیازات نمایاں ہیں ، جو شاید ہی کسی دوسرے فقہاء کے یہاں ہو۔

انڈیا، رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، فقہ اسلامی۔ تدوین وتعارف، ط، 2008، مط، مکتبہ نعمیہ دیوبند، ص/ 203-206

خاتمہ

راقم الحروف نے اس مختصر مقالہ میں صرف امام ابوحنیفہؒ کی فقہی خدمات کے کچھ جھلکیاں پیش کیا ہے، یہ مقالہ دو ابواب بارہ فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، باب اول، امام ابوحنیفہؒ کا سوانحی خاکہ، باب دوم ،امام صاحب ؒ کی فقہی خدمات پر مشتمل ہے ، پہلا باب چارفصلوں اور دوسرا باب نو فصلوں پر مشتمل ہے۔

الغرض امام صاحبؒ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپؒ کی زندگی (پیدائش سے وفات تک) قابل تقلید اور نمونہ ہے ،آپ ؒ کی علمی سرگرمیاں ،تصنیف وتالیف ،تدوین وتخریج ،تعلیم وتربیت،تدریس وتقریر،تجارت ومعیشت اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود عبادت کی کثرت ہمارے لیے مشعل راہ ہے،ہمیں بھی آپ ؒ کی زندگی کی طرح اپنی زندگی کو بنانا چاہئے،اللہ تعالی عمل کی توفیق دے۔آمین

مصادر ومراجع

نمبر شمارہ	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین	ناشر
1	قرآن کریم		
2	ابوداؤ شریف	ابوداؤدسلیمان بن اشعثؒ	
3	ارشاد الاخوان	مولانا عبداللہ القاسمی	دارالعلوم حسینہ تاؤلی،ضلع مظفرنگر
4	سیرت النعمان	علامہ شبلی نعمانیؒ	دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ
5	امام اعظم حیات فقہی کارنامے	مشتاق احمد قریشی	اسلامی کتب خانہ پاکستان
6	امام ابوحنیفہؒ سوانح وافکار	مفتی امانت علی قاسمی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی
7	امام اعظم ابوحنیفہؒ	مولانا محمد فیاض خان سورتی	مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ، پاکستان
8	امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام	مولانا ظہور احمد الحسینی	مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام پاکستان
9	سوانح حیات امام اعظمؒ	مفتی عزیز الرحمن صاحب مدنی	مدنی دارالتالیف بجنور
10	فقہ اسلامی۔تدوین وتعارف	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
11	امام ابوحنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی	ڈاکٹر محمد حمید اللہ	باب الاسلام پرنٹنگ پریس کراچی
12	مقام ابی حنیفہؒ	حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ	مکتبہ صفدریہ، پاکستان